Research Journal
Tahqeeqat
جلد:4، شمارہ:3، 2025ء
eISSN: 2791-0342
pISSN: 2791-0334
ریسرچ جرنل
تحقیقات

اردو نعت کا موضوعاتی جائزہ

Thematic Review of Urdu Naat

Dr. Samina Gul
Head of Urdu Department,
University of Lahore, Sargodha Campus
samina.gul@wus.edu.pk
Malik Kashif Shahzad Awan
M.Phil Urdu Scholar
University of Lahore, Sargodha Campus
kashifawan.pk@gmail.com
Imran Ali
M.Phil Urdu Scholar
University of Lahore, Sargodha Campus
imran.ali.academic@gmail.com

ڈاکٹر ثمینہ گُل
چیئرپرسن شعبہ اردو یونی ورسٹی آف لاہور، سرگودھا کیمپس

ملک کاشف شہزاد اعوان
ایم -فل اردو اسکالرشعبہ اردو یونی ورسٹی آف لاہور، سرگودھا کیمپس

عمران علی
یم-فل اردو اسکالر شعبہ اردو یونی ورسٹی آف لاہور، سرگودھا کیمپس

Abstract

From the changing aspect of every thought of every age, the evolutionary journey of new themes continues. In poetry, not only the topic is important, but the manner of handling the topic as well also known as the style of expression or style. This style emerges with the help of the personal strengths of the artist, his creative abilities and technical skills. Visual, and aesthetic feelings, the passing of traditions, the diversity of observations and experiences, the ability to speak and rare thoughts and ideas give birth to new topics. The thematic canvas of Urdu Naatiya poetry is very wide. Along with the nature and attributes of the Prophet Muhammad (PBUH), the effects of civilization and culture are also prominent in it. Naat was created to give words to the universe, beauty to speech and grace to life. Because Naat is not only an expression of personal praise but rather an expression of praise for the one (PBUH) for whom the entire universe was created and which was expressed by the creator of the universe himself. The greater the subject of the naat, the more extensive it is. Poets cannot fully support the greatness and vastness of this subject. In general, devotion and love for the Holy Prophet (PBUH) and the desire to visit the Holy shrine in Medina which is the mausoleum of the Prophet (PBUH) are prominent in Urdu Naat poetry. These two aspects are the basis of Urdu Naat.The thematic of Urdu Naat has been changing with time and thoughts. The themes of Naat give lights all aspects of Life.

Keywords: *Urdu, Naat, Thematic, Creative, Expression, Review, Thoughts, Civilization*

کلیدی الفاظ: اردو، نعت، موضوعاتی، تخلیقی، اظہار، جائزہ، خیالات، تہذیب، کائنات

اُردو میں نعت گوئی کی مثالیں بالکل ابتدائی دور سے ملتی ہیں۔ قدیم دکنی شعرا سے لے کر آج تک مختلف اسباب و محرکات کی بنا پر جس تواتر و تسلسل کے ساتھ نعتیں کہی گئی ہیں دوسری قسم کی نظمیں نہیں کہی گئی۔ قدما و متوسطین میں سے تو شاید ہی کوئی شاعر ایسا ہو جس نے ایک آدھ نعت نہ کہی ہو انیسویں صدی عیسوی کے وسط تک نعتیہ شاعری کا بیشتر حصہ ایسا ہے جو رسمی نعت گوئی کے تحت آتا ہے اور فکر و فن کے لحاظ سے اس کے

مضامین روایتی انداز میں بیان ہوئے مگر ہر عہد کی ہر سوچ کے بدلتے ہوئے پہلو سے نئے موضوعات کا ارتقائی سفر جاری رہا۔ شعری تخلیق میں صرف موضوع کو ہی اہمیت حاصل نہیں ہوئی بلکہ موضوع کو برتنے کا سلیقہ بھی خاص طور پر زیر نظر آیا۔ اس سلیقے کا دوسرا نام اندازِ بیان یا اسلوب ہے۔ یہ اسلوب فن کار کی شخصی قوتوں اس کی تخلیقی ندرتوں اور فنی مہارتوں کے سہارے ظہور پذیر ہوتا ہے اور یہی کسی تخلیق کو ادنیٰ و اعلیٰ، وقتی و دائمی یا صحافتی و ادبی مرتبوں پر فائز کرتا۔ تخلیق کار کا ذوق، فنی مہارت بالغ نظری، جمالیاتی احساس روایات کا پاس، مشاہدات و تجربات کا تنوع قادر الکلامی اور ندرت فکر و خیال نئے موضوعات جنم دیئے۔ اردو نعتیہ شاعری کا موضوعاتی کینوس بہت وسیع ہے اس میں آپ ﷺ کی ذات و صفات کے ساتھ ساتھ اقتصادیات عمرانیات، سماجیات، تصوف، اخلاقیات کے علاوہ تہذیب و ثقافت کے اثرات بھی نمایاں ہوئے۔ نعت کائنات کو لفظ ، سخن کو حسن اور زندگی کو سلیقہ دینے کے لیے بنی کیونکہ نعت کسی شخصی تعریف کا اظہار نہیں بل کہ اُس کی تعریف کا اظہار ہے جس کے لیے کائنات کا وجود تخلیق ہوا۔ جس کا اظہار خالق کائنات نے خود کیا۔ نعت کا موضوع جتنا عظیم ہے یہ اتنا ہی وسیع۔ شعراء اس موضوع کی عظمت و وسعت کا ساتھ پوری طرح نہیں دے سکتے بالعموم آنحضرتؐ سے عقیدت و محبت اور آپ ﷺ سے نسبت، روضہ اقدس کی زیارت کا شوق اُردو کی نعتیہ شاعری میں نمایاں ہے۔ یہی دو پہلو ایسے ہیں جنہیں اُردو نعت میں اساسی حیثیت حاصل ہے۔

اردو ادب کے شعرا نے اپنی نعتیہ شاعری کے موضوعات کے چناؤ میں واقعہ معراج و معجزات کو خصوصی اہمیت دی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ اسوہ حسنہ حسنِ عمل، حسن سلوک، حسن خیال، حسن بیان، حسنِ معاملہ، عدل و انصاف، جود و سخا، ایثار و قربانی، سادگی، درویشی، شجاعت و دیانت، صداقت و مساوات، عزم و استقلال، ایفائے عہد، زہد و تقویٰ کے علاوہ زندگی گزارنے کے تمام عوامل بھی شاعری کے موضوع رہے ہیں۔ عظمتِ انسانی یا ایک عظیم انسان کے بارے میں جتنے تصورات آج تک قائم کئے گئے وہ آپؐ کی رحمۃ للعالمینی کے سبب ادبی جزو کی حیثیت رکھتے ہیں۔

نعتیہ شاعری یا ایسی شاعری جس کے موضوع کا تعلق اسلام یا اسلامی اقدار و روایات سے ہو کچھ زیادہ لائقِ پذیرائی خیال نہیں کیا جاتا اول تو ان اقدار کی متحمل نظموں کو مذہب اخلاقیات اور تاریخ کا منظوم درس خیال کر کے ہمارے ناقدین اس پر نظر ڈالنا ہی پسند نہیں کرتے اور اگر بے دلی اور تنگ نظری کے ساتھ کسی نے اس پر توجہ کی تو ایسی نظموں کو صحافت سے قریب تر موضوعاتی شاعری کا نام دے کر انھیں بے وقعت اور کم مایہ ثابت کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ ایسے ناقدوں کے نزدیک موضوعاتی شاعری بحیثیت مجموعی خارجی واقعات سے اور غیر موضوعاتی شاعری داخلی کوائف سے تعلق رکھتی ہے۔ غیر موضوعاتی شاعری ان کے نزدیک شاید یوں اہم تر ہے کہ اس کے نفسِ مضمون کا ادراک ہم آسانی سے نہیں کر سکتے ہم نہیں جانتے کہ جو نظم ہم سننے والے ہیں اس میں کیا کہا جائے گا اور کس نقطہ نظر سے کہا جائے گا۔ یوں سمجھ لیجئے کہ غیر موضوعاتی شاعری عالم محسوسات و کیفیات کی چیز ہونے کے سبب اپنے قاری یا سامع کو قبل از وقت موضوع و مواد کا سُراغ نہیں دیتی سننے والا جو سنتا ہے وہ اور جو محسوس کرتا ہے وہ اپنے انداز سے اس کے معنی دریافت کرتا ہے۔ اس کے برعکس موضوعاتی شاعری جس کی نمائندگی بالعموم مراثی، قصائد، منظوم افسانے اور تاریخی نظمیں کرتی ہیں خارجی واقعات کا ایک مخصوص بلکہ جانا پہچانا پس منظر رکھتی ہے۔ یہ پس منظر کلی یا جزوی طور پر عنوان کے ساتھ ہی سامع یا قاری کے ذہن میں اُبھر آتا ہے گویا موضوعاتی شاعری ہمیں پہلے ہی اس بات کا سراغ دے دیتی ہے کہ کسی خاص نظم میں کیا کچھ بیان کیا جانے والا ہے۔ اس پیشگی وقوف کا یہ اثر ہوتا ہے کہ ہم اس قسم کی شاعری اور اس کے موضوعات کو کبھی کبھی پامال محسوس کرنے لگتے ہیں اور ان میں زبان و بیان کی چاشنی کے سوا کوئی ایسی چیز نہیں ہوتی جو ہمیں متاثر کر سکے۔ اس قسم کی شاعری کا اصل محور کوئی خارجی واقعہ ہوتا ہے جس کا اثر عموماً خاص علاقہ طبقہ یا ملت و قوم تک محدود ہوتا ہے اس لئے اس کا دائرہ اثر کچھ زیادہ وسیع نہیں ہوتا۔ کسی بھی شاعری کا خارجی میلان داخلیت کے ساتھ مشروط ہے کوئی بھی خارجیت داخلیت کے بنا اپنا تاثر نہیں دے سکتی۔ دنیا کے بہترین شعری کارناموں تعلق

داخلیت کی موضوعاتی شاعری سے ہے۔ کالیداس کے منظوم ڈرامے، ہومر کی الیڈا اوڈیسی، دیاس کی مہابھارت، تلسی داس کی رامائن، فردوسی کا شاہنامہ، نظامی گنجوی کا خمسہ، ورجل کی اینڈ، ملٹن کی فردوسِ گم شدہ، ڈانٹے کی طربیہ ربانی اور گوئٹے کی فاؤسٹ۔ سب کا تعلق موضوعاتی شاعری سے ہے انیسؔ کا مرثیہ ہو یا حالیؔ کی مسدس، میر حسنؔ کی مثنوی سحر البیان ہو یا دیا شنکر نسیم کی گلزار نسیم۔ شبلیؔ و اقبالؔ کی تاریخی نظمیں، اردو ادب کا لازوال سرمایا ہیں۔ عہد حاضر میں حفیظ کا شاہنامہ، ماہر القادری کی ظہور قدسی۔ محشر رسول نگری کی فخر کونین، کو بھی نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔ دکنی دور کے شعراسے لے کر آج تک نعت کے ذخیرے میں "معراج نامہ" کے نام سے زیادہ تر نظمیں تخلیق ہوئیں۔۔ یہ نظمیں زیادہ تر مثنوی کی صورت میں ہیں لیکن دوسری ہیئتیں بھی استعمال کی گئی ہیں۔ نعت کے ذخیرے میں بے شمار نظمیں اور غزلیں، مناجات درود و سلام کے عنوان سے بھی نظر آتی ہیں "مناجات" میں ہمارے شعراء نے اپنے لئے اور اُمتِ محمدیہ کے لئے دعائے خیر کی ہے اور آنحضرت کی ذاتِ مبارک کو وسیلہ نجات و شفاعت کے طور پر پیش کیا گیا۔ "درود و سلام" کے عنوانات بذاتِ خود حضور اکرمؐ پر درود و سلام بھیجنے کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔ اس قسم کی نعتیہ نظموں میں چونکہ صلوٰۃ و سلام یا درود و سلام کے الفاظ مصرعوں کے شروع اور آخر میں یا ٹیپ کے بندوں تکرار کے ساتھ استعمال کئے گئے۔ اس لئے انھیں اسی نام سے پکارا جاتا ہے۔ یوں تو اس قسم کی نظمیں ہر جگہ اور ہر موقع پر پڑھی جاسکتی ہیں اور پڑھی جاتی ہیں۔ لیکن میلاد شریف یا سیرت کے جلسوں میں درود و سلام عام طور پر پیدائش کے ذکر کے ساتھ اور مناجاتیں بالعموم جلسے کے اختتام پر پڑھی جاتی ہیں۔

شعراء نے اِن مختصر نعتیہ نظموں کو غزل کے روپ میں مطلع، مقطع اور قافیہ ورد یف کی پابندر کھا ہے بلکہ علامتی زبان ورمزیہ اسالیب بیان کے لحاظ سے بھی اُنھوں نے آنحضرتؐ کی محبوبیت کا ذکر عام طور پر غزل کے پیرائے میں کیا ہے۔ نعت گوئی کا یہ متغزلانہ پیرایہ کچھ تو غزل نما فارسی نعتوں کی مقبولیت کے زیر اثر اور کچھ اس سبب سے کہ ایسی نعتوں کا محفلِ سماع میں پڑھنا اور گانا آسان تھا بہت مقبول ہوا۔ لیکن غزل کی فارم کے ساتھ ساتھ قصیدہ، مثنوی، قطعہ، رباعی اور مخمس و مسدس بلکہ جدید نظم کی ہیئت میں بھی نعتیں کہی گئی ہیں اور خاصی تعداد میں کہی گئی ہیں اس لحاظ سے نعت کی حیثیت اُردو فارسی شاعری میں صنف سخن کی نہیں بلکہ ایک موضوع کی رہی ہے۔ اس موضوع کو اُردو شعراء نے ہر صنف میں برتا اور ان کی نعتیہ شاعری کی مقبولیت کا مدار کسی خاص ہیئت پر نہیں بلکہ موضوع کو سلیقے اور فنکاری کے ساتھ برتنے پر رہا ہے:

> "درحقیقت نعت کے لیے بڑے ساز و سامان کی ضرورت ہوتی ہے ایک دل جو جذبہء بے نیاز سے لبریز ہو ایک لہجہ جو خلوص و محبت، نیاز و عقیدت، عشق و فریفتگی اور ادب و احترام کے سب پہلو لیے ہوئے ہو ان سب باتوں کی ترکیب سے ایک نعت پیدا ہوتی ہے نعتیہ شاعری کی مشکل یہ ہے کہ اگر یہ ایک طرف مذہبی شاعری ہے تو دوسری طرف اس کے رشتے عاشقانہ شاعری سے جاملتے ہیں اس کے باوجود یہ نہ مذہبی شاعری ہے نہ عاشقانہ شاعری۔ بلکہ یہ ایک عجیب قسم کے مگر یہ گہرے روحانی تجربے سے ابھرتی ہے یہ خدا سے محبت کی شاعری بھی نہیں جس کا تخاطب کسی کو نظر ہی نہیں آیا اگرچہ وجدان میں ہے۔ اس لیے اس شاعری کی ساری رمزیاں ماورائی ہیں۔ گو ان کی لفظیات ایسی استعمال کی جاتی ہیں جو محسوس پیکر کے متعلقات سے ہوتی ہیں۔ نعت کا موضوع ایک پیکر محسوس ہوتا ہے اس کی محبت ایک پیکر محسوس ہوتی ہے اس لیے نعت کی رمزیں اور اس کے استعارے مبالغہ اور استغراق کی تاب نہیں لاسکتے نعت کو اس کی مدح میں حقیقت گوئی پر مجبور ہے۔ ورنہ ہر گام پر سوئے ادب کا خطرہ ہے۔ اور اس پر یہ بھی ہے محبت کے جذبے کو احترام کی قیود میں سنبھال کر لے جانا پڑتا ہے۔"(1)

شاعری میں موضوعات کے انتخاب کا مسئلہ اتنا اہم نہیں ہے جتنا کہ موضوع کے بے جان جسم میں روح ڈالنے کا۔ یہ روح موضوع کے خارجی پہلو میں کہیں کہیں چھپی ہوتی ہے لیکن جو چیز اس کو پوری قوت کے ساتھ بروئے کار لاتی ہے فن کار کی خوش ذوقی فنی مہارت، بالغ نظری، جمالیاتی احساس روایات کا پاس، مشاہدات و تجربات کا تنوع قادر الکلامی اور ندرت فکر و خیال ایسی چیزیں ہیں جن کی بدولت ایک کم اہم موضوع شاعری میں اہم بن جاتا ہے لیکن اس سلسلے میں جو چیز اہم ترین خیال کئے جانے کے لائق ہے وہ شاعری کی جذباتی صداقت ہے۔ جذباتی صداقت سے مراد فن کار کا اپنے موضوع سے وہ گہرا لگاؤ اور عقیدہ و اخلاص ہے جو اسے کسی موضوع کو شعر کا قالب دینے پر مجبور کرتا ہے۔ کوئی فن کار جب اس جب اندروں کے ساتھ کچھ کہتا ہے تو موضوع ذہن سے گزر کر دل میں اُتر جاتا ہے اور اس انداز سے کہ گویا یہ بھی میرے دل میں ہے موضوع سے گہری ذہنی وابستگی اور جذباتی نگاہ کی بدولت بہت سے ایسے مذہبی موضوعات آفاقیت کے ساتھ آج بھی اہمیت کے حامل ہیں۔

اردو ادب میں نعت کے روایتی موضوعات میں پیدائش، بچپن اُنؐ کی یتیمی، بی بی حلیمہؓ کی محبت، آپؐ سے محبت و عقیدت کا اظہار رہی ہے۔ نعت نگاری کا پہلا موضوع سیرت نگاری سے ہوا اردو ادب میں یہ موضوع حالی کی مسدس حالی کی شکل میں سامنے آیا اس میں آپؐ کے شمائل و شکل کے تذکرے ملتے ہیں سیرتِ طیبہ کو نعتیہ انداز میں پیش کرنے کا مقصد آپؐ کی عادات و خصائل سے آگاہی اور حیات طیبہ کی پیروی کرنا تھا۔ نعت نگاری میں دوسرا اہم موضوع سراپا نگاری رہا۔ آپؐ کے رُخ روشن کے لیے استعارے تشبیہات اور علامتیں نعتیہ شاعری میں برتی گئی۔

بیسویں صدی اور اکیسویں صدی میں جس طرح تخلیقی تسلسل اور فنی ارتقا کی منزلیں طے ہوئیں اور جہاں غزل نے نئے مضامین اپنائے وہاں نعت گوئی میں بھی جدید لب و لہجہ نے نئے جہان دریافت کیے۔ اردو نعت میں فکر و خیال اور اظہار و ابلاغ میں وسعت آئی نئی نعت جمالِ مصطفیٰؐ، سیر مصطفیٰؐ کی ضیا، سرکارِ دوعالم سے عقیدت و احترام کا اظہار، قلبی تعلق کا انکشاف، قومی و ملی مسائل کا بیان، ذاتی الجھنوں کا اظہار عصری معاملات اور کائناتی مسائل کا ادراک اردو نعت کے موضوعات میں شامل ہوئے۔ ایسے میں تخلیق کار دامانِ رحمت میں جائے پناہ ڈھونڈتا دکھائی دیتا ہے جدید نعت عصر حاضر میں سوچ کے ہر زاویے کو نعت کا موضوع بنانے کی صلاحیت رکھتی ہے۔

نئی نعت صرف لسانی، ہئیتی تجربوں کی ہی حامل نہیں بلکہ حرف و معنی، مضامین و مفاہیم، فکر و نظر فنی اور تکنیکی ارتقاء کے حوالے سے بھی مزین ہے نئی سوچ، زبان اور ڈکشن میں نمو پاتی ہوئی شاعری نعتیہ شاعری پر بھی اثر انداز ہوئی۔ نئی نعت کے منظر نامے میں عہد حاضر کی سسکتی بلکتی انسانیت کی آہیں آسانی سے سُنی جاسکتی ہیں۔ معاشرے میں پھیلتی ناانصافی کے خلاف احتجاجی صدائیں نعت کے پہلو میں دم توڑتی ہیں۔ جدید نعت میں امت مسلمہ کی محرومیوں کی داستان، تہذیبی، سیاسی اخلاقی، معاشرتی اور انسانیت کی پامالی کی ہچکیاں نعت کی صدائے درد بن کر نکلتی ہیں۔ نئی نعت مضامینِ نو کا سیل رواں ہے جس میں عصر حاضر کو ایک آئینے کی طرح دیکھا جاسکتا ہے۔ حفیظ تائب کی نعت کے چند اشعار ملاحظہ کیجیے جس میں شہر آشوب کے مسائل کا بیان نمایاں ہے:

"اے مظہر لایزال آقا ﷺ
سر تا بہ قدم جمال آقا ﷺ
وحشی ہے صرصرِ حوادث
گرتا ہون مجھے سنبھال آقا ﷺ
دیکھا تھا نہ چشم آدمی نے
اخلاص کا ایسا کال آقا ﷺ

اخلاق کا یہ کساد مولا
انساف کا یہ زوال آقا ﷺ
جاری ہے یہ زیست کی رگوں میں
زہر زر و سیم و مال آقا ﷺ
جائیں تو کدھر کہ چار جانب
فتنوں کے بچھے ہیں جال آقا ﷺ
امت کو عروج پھر عطا ہو
غم سے ہے بہت نڈھال آقا ﷺ (2)

اردو نعت میں تخلیق کاروں نے جہاں اپنے درد و غم کا مداوہ نعت سے کیا وہاں انھوں نے احساس لطافت کو بھی نمایاں کیا ہے شعریاتی لطافت، زبان و بیان کی نفاست اور موضوع کی گہری بصیرت ملتی ہے۔ جذبوں کی صداقت کے بغیر کوئی بھی تاثر قائم نہیں کیا جا سکتا۔ نعت میں شدتِ احساس اور فنی مہارت کی ضرورت ہوتی ہے امام احمد رضا خان کے اشعار بطور نمونہ پیشِ خدمت ہیں:

"نعمتیں بانٹتا جس سمت وہ ذیشان گیا
ساتھ ہی منشیِ رحمت کا قلم دان گیا
دل ہے وہ دل جو تری یاد سے معمور رہا
سر ہے وہ سر جو ترے قدموں پہ قربان گیا
آج لے ان کی پناہ آج مدد مانگ اُن سے
پھر نہ مانیں گے قیامت میں اگر مان گیا
جان و دل ہوش و خرد سب تو مدینے پہنچے
تم نہیں چلتے رضا سارا تو سامان گیا (3)

زیارات مقامات مقدسہ ہو یا حج و عمرہ کی سعادت تخلیق کار کا قلب اور اس کی نظر تخلیقی واردات کے جہان کی متلاشی رہتی ہے سفر نامہ نگاروں نے جہاں اپنے سفر کی روداد نثری پیرائے میں بیان کی ہے وہاں انھوں نے اپنے جذبات و احساسات و مشاہدات کو نظمیہ انداز میں بھی بیان کیا اور بہت سے حج نامے اور منظوم سفر نامے تخلیق ہوئے جس کے باعث نعت کا ایک نیا رخ سامنے آیا نعت میں شہر مدینہ جانے کی خواہش سے لے کر واپسی کی جدائی تک کے احساسات و مشاہدات نے جنم لیا۔ سفر نامہ کی ایک خاصیت یہ ہے کہ وہ قاری کی انگلی پکڑ کر ان دیکھے جہانوں کی سیر کراتا ہے حج و عمرہ کے سفر نامے ان لوگوں کی تسکین کا باعث بھی بنتے ہیں جو حسرتِ زیارت میں زندگی گزارتے ہیں وہ ایسے سفر ناموں میں تخلیق کار کا ہاتھ تھام کر ان مقامات کی سیر کو نکل جاتے ہیں جہاں وہ جانے کی حسرت میں زندگی تمام کر چکے ہوتے ہیں حج و عمرہ کے سفر ناموں کے موضوعات عموماً محبت و عقیدت شانِ باری تعالی مکہ معظمہ کی جاہ و جلالی عاجزانہ گزارشات، توفیقات و مناجات۔ مدینے کی گلیوں سے عشق و محبت کا والہانہ بیان کے علاوہ وہ جہاں جہاں سے گزرتے ہیں وارداتِ قلبی کو بیان کرتے چلے جاتے ہیں "گلبانگِ حرم از حمید صدیقی، تحفۂ حرم اسد ملتانی، آہو حریم ناز

میں ممتاز اختر ظافر، آہو دیارِ حبیب میں ممتاز اختر، سفر حجاز از خطیب قادر بادشاہ، منزلیں از سپاہی خدا بخش،، معراجِ سفر حافظ لدھیانوی، رنگِ سفر نقاش کاظمی جیسی قدرے طویل فہرست ہے جس میں نعت کے مضامین میں جدت آئی

میں بھی غار حرا کا پتھر ہوتا
قدموں کے حضور سے منور ہوتا
ملتا مجھے آپؐ کا زمانہ اے کاش
اے کاش مین خاکِ رہِ سرور ہوتا(4)

"جادہِ رحمت" جون 1993ء کو پہلی بار کراچی جشنِ راغب کمیٹی سے شائع ہوا۔ اس عمرے کے سفر میں ان کے ساتھ دوسرے شعرا بھی تھے جن مین سرشار صدیقی، اظہر عباس، طفیل ہوشیار پوری، کلیم عثمانی، محشر بدایونی اور تابش دہلوی ان کے ہمراہ تھے۔ سفر عشق و محبت کا سفر ہے۔ جہاں لاکھوں کروڑوں مسلمان اپنے محبوب خدا سے پروانوں کی طرح ملنے چلے آتے ہیں یہ مادیت سے روحانیت کی طرف کا سفر ہے۔ اس سے بندہ مومن اسرار و معرفت کی آگاہی پاتا ہے۔ اس سے مسلمان کی روح سرشار ہو جاتی ہے۔ عشق و دیوانگی میں کیا جانے والا سفر عاجزی و انکساری، عقیدت و محبت جیسے احساسات کو نمایاں کرتا ہے۔ اس لیے بندہ اپنے رب کی عظمت اور بڑائی بیان کرتا ہے اور وہی ان کیفیات کا اظہار کرتا ہے جو اس پر طاری ہو جاتی ہیں۔ ایسی ہی کیفیات کا اظہار ڈاکٹر منور ہاشمی نے اپنے سفر کے دوران لکھی ہوئی ان تخلیقات میں کیا جو "لوح بھی تو قلم بھی تو" کے نام سے موضوعِ بحث ہے۔ یہ نعتوں کا مجموعہ 1998ء میں استعارہ پبلی کیشنز اسلام آباد سے شائع ہوا۔ مئی 1998ء میں پہلا ایڈیشن شائع ہونے کے بعد دوسرا ایڈیشن بھی اگست 1998ء میں شائع ہوا۔ جس سے اس مجموعے کی مقبولیت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ گو کہ "لوح بھی تو قلم بھی تو" نعتوں کا مجموعہ ہے مگر اس میں سفر نامے کی تمام خصوصیات موجود ہیں:

"مدینے سے بلاوہ آگیا ہے
خوشی سے دل مرا لہرا گیا ہے
مرا دل ایک صحرا بن گیا تھا
اب اس پر ابرِ رحمت چھا گیا ہے
ابھی کچھ دیر میں برسے گا بادل
طبیعت کو سکون سا آگیا ہے"(5)

محبوب کا بلاوا عاشقوں کی آنکھوں میں نت نئے خواب سجا دیتا ہے اور پھر ہواؤں کے ذریعے پیغام رسانی کا سلسلہ چل نکلتا ہے منور ہاشمی اپنی کیفیات کو ہواؤں کے دوش پر اس انداز میں بھیجتے ہیں:

"مجھ کو خوشبو کے کئی قافلے لینے آئیں
میرا پیغام اگر بادِ صبا لے جائے
اس قدر تیز ہوا آئے گلی میری
سوئے طیبہ مجھے فوراً جو اڑا لے جائے"(6)

کوئی بھی سفر نامہ نگار جب اپنے دل کے احساسات بیان کرتا ہے تو اسے تخلیقات میں اپنی منزل دکھائی دینے لگتی ہے عمرہ ادا کرنے والے عاشقوں کی منزل مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ ہے وہ اس راستے کی خاک کو معتبر جان کر چومتے چلے جاتے ہیں اردو میں جدید نعت گوئی کا آغاز قیام پاکستان کے بعد سے ہو گیا تھا۔ عہد حاضر میں لکھی جانے والی نعت اسی جدید عہد کا تسلسل اور توسیع ہے نعت کے موضوعات کا احاطہ کرنا نہایت مشکل ہے کیونکہ نعت بذات خود ایک ایسا موضوع ہے جس میں کائنات کا ہر ذرہ بے تابی سے ثناخواں بننے کی خواہش رکھتا ہے جس کے لیے خود باری تعالی قرآن پاک میں محبت کا اظہار قسمیں کھا کر لاڈ اُٹھا کر کرتا ہے۔ نعت کسی ایک مذہب یا قوم کی فکر و سوچ کا بیان نہیں تمام بنی نوع انسان کے لیے نعتیہ ادب عالمگیریت کا درجہ رکھتے ہیں۔ انسان شناسی، عرفانِ شعورِ بندگی، خود آگہی و خدا شناسی، طرزِ عمل، احساسِ ندامت، وفا شعاری جیسے تمام مضامین نعت کی فکر میں موجود ہیں۔ نعت کے موضوعات کی فکری سطحیں آقائے دوجہاں کی سیرتِ طیبہ، اُن سے محبت و عقیدت کا اظہار، کے علاوہ ضابطہِ حیات کے تمام پہلوؤں کو اپنے دامن میں سمیٹے ہوئے ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

حوالہ جات

1: حافظ لدھیانوی کا آہنگِ ثنا" از ڈاکٹر سید عبداللہ مشمولہ "نقدِ نعت کی تخلیقی جہات"، مرتبہ: صبیح رحمانی، فروری 2022ء، اکادمی بازیافت: ص (27/26:

2: حفیظ تائب، نعت گوئی کا منشور، صلو علیہ وٓالہ: ص 163:

3: https://www.urdupoint.com/poetry/imam-ahmed-raza-khan-barelvi/neematain-banta-jiss-simat-wo-zeeshan-giya-5935.html

4: راغب مراد آبادی، جادہ رحمت، جون 1993ء، جشن راغب کمیٹی، کراچی، ص۔ 23

5: منور ہاشمی، لوح بھی تو قلم بھی تو، استعارہ پبلی کیشنز اسلام آباد، 1998ء، ص۔ 19

6: منور ہاشمی، لوح بھی تو قلم بھی تو، استعارہ پبلی کیشنز اسلام آباد، 1998ء، ص۔ 93

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

Roman Havalajat

1:Hafiz Ludhyanvi ka Ahang e Sana "Az Dr. Sayed Abdullah Mashmoola Naqad e Naat ki Takhleqi Jihat" Murataba, Sabeeh Rahmani,"2022 Akadmi Bazyaft : P. 26/27
2: Hafeez Taib " Naat goi ka Manshoor: Salu Alyhy Wa Alehi : P. 163
3: https://www.urdupoint.com/poetry/imam-ahmed-raza-khan-barelvi/neematain-banta-jiss-simat-wo-zeeshan-giya-5935.html
4: Raghib Murad Abadi,"Jadah E Rahmat"Jashan Raghib Kamattee Krachi " 1993" , P. 23
5:Monawar Hashmi," Loh bhi tu Qalm bhi tu" ,1998,Istaara Publications, Islam Abad, P.19
6: Monawar Hashmi, ," Loh bhi tu Qalm bhi tu" ,1998,Istaara Publications, Islam Abad, P. 93